'اسلاموفوبیا' اور اکیسویں صدی عیسوی میں مستشرقین کی سرگرمیوں کا جائزہ

A review of Islamophobia and the activities of orientalists in the 21st century

حافظ نوید بن شکیل*

Abstract:

'Orientalism' is the term that means research and study about Eastern languages, cultures and religions (specially related to Quran, Seerah & Islamic History) by Western scholars or thinkers; and the term 'Orientalist' is used for those who made the research. Orientalists have done much research work on Islam and founded many primary sources of Islamic history. They have also translated Islamic books into different languages. Their work on *Seerah* (peace be upon him) has great impact on both Western and Islamic worlds. Obviously, this contribution is very useful for Western world as well as Muslim world. But on the other hand, sometimes orientalists misinterpreted the message of Islam, messenger (peace be upon him) of Islam and Quran. The article describes the activities of such biased orientalists of current era. In 21st century, many groups of orientalists are active which can be divided into traditional, biased, unbiased and reconciliated groups. Many biased Orientalists perform a vital role to instill fear of Islam and Muslims in the hearts and minds of Western nations. They invent and give new terminologies to West such as 'Clash of Civilizations', 'Islamic Fundamentalism', 'Islamic Terrorism', 'Islamic Extremism', 'Radical Islam', 'Militant Islam', 'Moderate Islam', 'Reformers', 'Secular Muslims', 'Free Thinkers', etc. In this article we have focused on biased orientalists and discussed the impact of orientalism on present Western world and on Islamic World as well.

Keywords: orientalism, orientalists, Western thinkers, Seerat-un-Nabi (peace be upon him), Islamophobia, Zionist

* ریسرچ اسکالر، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی naveedbinshakil@gmail.com

تعارف:

اکیسویں صدی عیسویں میں رونما ہونے والے اسلام مخالف واقعات کے پیچھے تحریک استشراق کا خاصہ عمل دخل رہا۔ تحریک استشراق کی اسلام و پیغمبر اسلام ﷺ مخالف متعصبانہ کاروائیاں شدت سے جاری وساری ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن کے خلاف ایسی شدت دکھائی دیتی ہے، جس سے ازمنہ وسطی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

تحریک استشراق نے جو اہلِ مغرب کے دلوں میں نفرت و تعصب پیدا کیا ہے اس کے نتیجہ میں عالم مغرب نے عالم اسلام کے خلاف از سر نو جدید صلیبی جنگ کا آغاز کر دیا۔ جس کی ابتدا ۲۰۰۱ء میں ۱۱/۹ کے بعد علی الاعلان جنگِ افغانستان سے کی گئی[1] ۔ طبلِ جنگ بجاتے ہوئے امریکی صدر جارج بش نے اسے صلیبی جنگ قرار دیا[2]۔ امریکہ صدر کا خطاب پوری منصوبہ بندی کر کے تحریر کیا جاتا ہے، جس کا ہر لفظ سوچی سمجھی اسکیم کے تحت طے ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بیان پورے مغرب کی جانب سے تھا جس کے بعد یورپ کے تمام بڑے (۴۰) ممالک کی افواج نے اس جنگ میں شمولیت اختیار کی[3]۔ افغانستان جیسے کمزور ترین ملک پر نیٹو کی افواج جدید ترین ہتھیار کے ساتھ حملہ آور ہوئیں۔ ۲۰۰۳ء میں اسی طرح عراق پر حملہ کیا گیا اور اسے بارہویں صلیبی جنگ قرار دیا گیا[4]۔

جنگی ہتھیار کے علاوہ عالمِ مغرب مختلف انداز سے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف اپنے خبثِ باطن کا اظہار کر رہا ہے۔ اربوں انسانوں کے مذہبی پیشوا حضرت محمد ﷺ کی تذلیل کرنا مہذب مغربی تہذیب کی نظر میں آزادی اظہار رائے ٹھہرا۔ اس طرح مغرب میں نبی اکرم ﷺ کا مختلف انداز سے استہزا و تمسخر بنانے کے لیے تمام جدید آلات کو بروئے کار لایا جارہا ہے۔ جس میں کتب کی اشاعت، کارٹون، فلم، الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے منظم طریقے سے نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کو نشانہ بنایا جارہا ہے[5]۔ نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی آسمانی کتاب قرآنِ حکیم سے نفرت کا اظہار کرنے کے لیے باقاعدہ قرآن جلانے کا دن (Quran Burning Day) مقرر کیا گیا۔ ان سب کا مقصد مسلمانوں کو زچ کرنا اور عالم اسلام پر مغرب کی بالادستی کو ثابت کرنا ہے[6]۔ یہ تمام کاروائیاں انتہائی منظم و مربوط انداز میں کی جارہی ہیں۔

مغرب کا مزاج اسلام، قرآن اور محمد ﷺ کے خلاف اشتعال انگیزی کو نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ مغربی سامراج ایسے لوگوں کو مراعات دیتا اور سرپرستی بھی کرتا ہے۔ مغرب کی اسی نفرت آمیز سوچ کے زیر اثر مستشرقین نے اپنی تحریک کو تقویت پہنچانے کے لیے عالم اسلام میں اپنے نمائندے تیار کر لیے ہیں۔ لہذا تحریکِ استشراق کے نتیجہ

میں چند مسلمانوں نے ارتداد اختیار کر لیا۔ یہ طبقہ اپنے آپ کو ملحد(Atheist)، لادین اور سیکولر کہتا ہے۔ امریکہ و یورپ اپنے نظریات کو پھیلانے کے لیے ایسے لوگوں کی پشت پناہی کرتا ہے جو اسلام مخالف نظریات کا خود بھی حامل ہو اور اسلام کے خلاف نفرت اُبھارنے میں مغرب کا مددگار و معاون ثابت ہوتا ہو[7]۔

چنانچہ اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ عصر حاضر میں متعصب مستشرقین نے اسلام و پیغمبر اسلام ﷺ کے متعلق نئی بحث کا آغاز کیا اور اسے مغربی تہذیب کے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا۔ ۱۹۸۰ میں روس کی شکست کے بعد اشتراکی نظام نے دم توڑ دیا، اسکے بعد مستشرقین نے مغرب کو یہ باور کروایا کہ اسلام کو محض ایک مذہب کے طور پر نہیں دیکھنا چاہیے کیونکہ اس میں معاشرتی، معاشی اور سیاسی تمام نظام موجود ہیں اس لیے مغربی نظام کو سب سے زیادہ خطرہ اسلام سے ہے۔ مستشرقین نے مغربی اقوام کے دل و دماغ میں اسلام و مسلمان کا خوف بٹھایا اور اسلام، قرآن اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف منفی سوچ اور کاروائیوں کے لیے اُکسایا جسے معروف اصطلاح میں 'اسلامو فوبیا' (Islamophobia) کہا جاتا ہے۔ 'اسلاموفوبیا' دراصل مغرب میں اسلام اور مسلمانوں سے حد سے زیادہ ڈر وخوف اور نفرت کے لیے مستعمل ہے۔

آکسفورڈ ڈکشنری اور دیگر میں اسکے معنی اس طرح بیان کئے گئے ہیں:

"Islamophobia is the fear of, hatred of, or prejudice against the religion of Islam or Muslims in general, especially when seen as a geopolitical force or the source of terrorism."[8, 9]

بیسویں صدی عیسوی میں اس سوچ کی ابتدا 'ٹوائن بی(Arnold Joseph Toynbee)' (۱۸۸۹ء۔۱۹۷۵ء) سے ہوتی ہے۔ اس نے اپنی کتاب تاریخ کا مطالعہ 'A Study of History' میں اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب کے تصادم کا نظریہ پیش کیا یا ہم اسے ٹوائن بی کی پیشن گوئی بھی کہہ سکتے ہیں[10]۔ اس کے بعد سرد جنگ کے اختتام پر 'سموئیل فلپ ہنٹنگٹن(Samuel Philip Huntington)' (۱۹۲۷ء۔۲۰۰۸ء) نے ۱۹۹۳ء میں 'The Clash of Civilizations' کے موضوع پر لیکچر دیا اور کتاب شائع کر کے اس تصور کو مزید تقویت پہنچائی۔ وہ لکھتا ہے: "اسلام واحد تہذیب ہے جس نے مغرب کی بقا کو مشکوک بنایا ہے اور یہ عمل کم از کم دوبارہ کیا ہے۔"[11] اس تنازع و تصادم کا سبب وہ یہ بیان کرتا ہے کہ مسلمان اسلام کو محض دین نہیں بلکہ ایک مکمل نظام حیات اور ایک مکمل دین کے طور پر مانتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ "مسلمان یہ تصور رکھتے تھے کہ اسلام ایک طرزِ زندگی ہے جو مذہب اور سیاست کو متحد کرتا ہے جبکہ مغربی عیسائی تصور یہ تھا کہ خدا اور سیزر کے دائرے ہائے کار الگ الگ ہیں۔"[12]

ہنٹنگٹن اپنی بحث کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے مغرب کا اصل دشمن اسلام کو قرار دیتا ہے، جو ایک مکمل تہذیب ہے اور مغربی تہذیب کے لیے سب سے بڑا چیلنج ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "مغرب کا اصل مسئلہ اسلامی بنیاد پرستی نہیں، خود اسلام ہے۔ یہ ایک مخصوص تہذیب ہے جس کے وابستگان اپنے تمدن کی برتری کے قائل ہیں اور اقتدار و اختیار سے محرومی کی وجہ سے پریشان ہیں۔ اسلام کے لیے مسئلہ سی آئی اے یا امریکا کا محکمہ دفاع نہیں، مغرب ہے۔ یہ ایک مختلف تہذہب ہے جس کے داعی اپنی تہذیب کی آفاقیت کے قائل ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ ان کی تہذیب زوال پذیر مگر بالاتر طاقت، تقاضا کرتی ہے کہ اس تمدن کو پوری دنیا میں پھیلا دیا جائے۔ یہ وہ بنیادی عناصر ہیں جو اسلام اور مغرب کے درمیان تنازعے میں جلتی پر تیل کا کام کرتے ہیں[13]۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ابلیسی نظام کے لیے اصل چیلنج اسلام ہے یہی حقیقت علامہ اقبالؒ نے اپنے اشعار میں اجاگر کی۔ اللہ تعالیٰ نے شاعرِ مشرق علامہ اقبال کو کمال کی بصیرت عطا فرمائی تھی۔ جب دنیا سوویت یونین کی بڑھتی ہوئی طاقت اور کمیونزم کے پھیلاؤ سے خائف تھی اس وقت انہوں نے ابلیس کی زبانی کہلوایا تھا کہ مغربی مفکرین عنقریب اعلان کریں گے کہ ان کے لیے اصل خطرہ کمیونزم نہیں بلکہ اسلام ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اپنے اشعار "ابلیس کی مجلسِ شوریٰ" ۱۹۳۶ء کے ذریعہ ابلیس کی زبانی یہ پیغام دیا کہ ابلیس کو خطرہ بادشاہت سے ہے نہ ہی کمیونزم سے ہے اگر خطرہ ہے تو اس اُمت سے ہے جو فی الحال زبوں حالی کا شکار ہے۔

شاعرِ مشرق کے اشعار ہیں کہ:

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اُس اُمت سے ہے | جس کی خاکستر میں اب تک شرارِ آرزو
خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ | کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضو
جانتا ہے، جس پہ روشن باطنِ ایام ہے | مزدکیت فتنۂ فردا نہیں، اسلام ہے
جانتا ہوں میں یہ اُمت حاملِ قرآں نہیں | ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دیں
عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف | ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں
الحذَر! آئینِ پیغمبر سے سو بار الحذَر | حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں
کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف | مُنعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب | پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں![14]

اس مختصر جائزے کے بعد ہم اکیسویں صدی کے اہم متعصب مستشرقین کا تعارف اور نظریات پر بحث کریں گے نیز مقالے کے آخری حصہ میں ان متعصب خواتین مستشرقین اور ان کے نظریات کا بھی ذکر کریں گے جنہوں نے

اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف مغرب کو زہر آلود کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

ا۔ 'برنارڈ لوئس' (Bernard Lewis) ۲۰۱۸ء۔۱۹۱۶ء:

امریکی مستشرق 'برنارڈ لوئس' (Bernard Lewis) ۲۰۱۸ء۔۱۹۱۶ء برطانوی نژاد یہودی ہے۔ یہ تاریخ داں، فلسفی، دانشور اور سیاسی مبصر اور مشیر کی حیثیت سے مشہور ہے۔ بُش انتظامیہ سمیت امریکی حکومتیں اپنی خارجہ پالیسی بنانے میں اس سے مشاورت کرتی تھیں۔ عراق جنگ کروانے میں بھی اس نے بھرپور حصہ ڈالا[15]۔

'لوئس' کو اسلامی تاریخ، اسلام اور مغرب کے درمیان روابط اور سلطنت عثمانیہ کی تاریخ پر سند سمجھا جاتا ہے۔ اسے "the most influential اور "the West's leading interpreter of the Middle East" postwar historian of Islam and the Middle East" کے خطابات دیے گئے[16]۔

'لوئس' لندن میں ۱۹۱۶ء میں پیدا ہوا۔ جنگِ عظیم دوم میں بطور سپاہی حصہ لیا۔ ۱۹۴۹ء میں 'لندن یونیورسٹی' میں 'اسکول آف اورینٹل اینڈ افریقن اسٹڈیز' میں مشرقِ وسطیٰ کی تاریخ کا استاذ مقرر ہوا۔ ۱۹۳۶ء میں اس نے اسی یونیورسٹی سے 'پی ایچ ڈی' کی ڈگری حاصل کی اور ۱۹۷۴ء تک لندن یونیورسٹی میں بطور استاد خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد امریکہ کی پرنسٹن یونیورسٹی میں اپنی ریٹائرمنٹ ۱۹۸۶ء تک درس و تدریس سے وابستہ رہا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد 'کارنل یونیورسٹی' (Cornell Univeristy) سے منسلک ہو گیا اور زندگی کے آخری ایام تک 'پرنسٹن یونیورسٹی' میں اعزازی پروفیسر کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ ۲۰۱۸ء میں تقریباً ۱۰۲ سال کی عمر میں امریکی ریاست 'نیوجرسی' میں اس کا انتقال ہو گیا[17]۔

'لوئس' شمالی امریکہ کی علمی سوسائٹی 'Middle East Studies Association (MESA)' کا ۱۹۶۶ء میں تاسیسی رکن کی حیثیت سے وابستہ ہوا، یہ کیونکہ صیہونی تھا اور اسرائیلی حکومت کا حامی تھا اس لیے سوسائٹی کے بعض ممبران کی اسرئیلی حکومت پر تنقید کی وجہ سے اس نے سوسائٹی سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی نئی سوسائٹی 'Association for the Study of the Middle East and Africa (ASMEA)' بنائی[18]۔

'لوئس' نے مشرق وسطیٰ کی تاریخ پر کئی کتابیں تحریر کیں ہیں، جن میں سے اہم درج ذیل اہم ہیں:

- The Arabs in History (1950)
- The Middle East and the West (1964)
- The Jews of Islam (1984)
- The Roots of Muslim Rage (1990)
- The Middle East: A Brief History of the Last 2,000 Years (1997)

- The Crisis of Islam: Holy War and Unholy Terror (2001)
- What Went Wrong? (2002)
- Islam: The Religion and the People (2008)

'لوئس' نے اپنی کتابوں میں مسلمانوں کو انتہا پسند اور دہشت گرد قرار دیا ہے۔ اس کے مطابق مسلم ممالک کے حکمران مغربی تہذیب کو اپنائے ہوئے ہیں لیکن مسلم انتہا پسند اپنے ممالک میں شریعت اور اسلامی قانون نافذ کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ اس نے سب سے پہلے ۱۹۹۰ء میں The Roots of Muslim Rage میں 'اسلامی انتہا پسندی' 'Islamic Fundamentalism' کی اصطلاح استعمال کی۔ اس نے مسلمانوں کو مغربی تہذیب کے لیے خطرہ قرار دیا۔ اس طرح اس نے شمالی امریکہ میں 'اسلام فوبیا' پھیلانے کا آغاز کیا۔ ایک رائے کے مطابق اس نے ہی 'تہذیبوں کے تصادم' 'Clash of Civilization' کی اصطلاح ۱۹۵۷ء میں واشنگٹن میں ایک اجلاس میں استعمال کی، اس کے بعد 'سموئیل ہنٹنگٹن' نے اس موضوع پر کتاب لکھی[19]۔

۱۹۹۸ء میں 'لوئس' نے اپنے ایک آرٹیکل میں خبردار کرتے ہوئے لکھا کہ اسامہ بن لادن مغرب کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ چنانچہ ۹/۱۱ کے واقع کے کچھ ہی دیر بعد تمام مغربی میڈیا نے بغیر تحقیق کیے اسامہ بن لادن اور مسلمانوں کو دہشت گردی کا ذمہ دار قرار دے دیا۔ مغرب پر 'اسلام فوبیا' کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ دہشت گردی کا کوئی بھی واقعہ ہو تو اسے مسلمانوں اور اسلامی تعلیمات سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ جب کے دہشت گردی اگر کوئی عیسائی، یہودی یا ہندو کرتا ہے تو اسے ذاتی فعل اور ذہنی مریض قرار دے کر فراموش کر دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ انصاف پسند مستشرق 'ایڈورڈ سعید' کی طویل مدت تک قلمی جنگ جاری رہی، جس کی وجہ سے یہ عوام میں زیر بحث رہے۔ 'ایڈورڈ سعید' نے اسلام کی غلط تعبیر کرنے کی وجہ سے 'لوئس' اور دیگر مستشرقین پر کڑی تنقید کی، جبکہ 'لوئس' تحریک استشراق کے دفاع میں لکھتا رہا[20]۔

۲۔ 'پیٹ روبرٹسن' (Marion Gordon Pat Robertson) پ ۱۹۳۰ء:

'پیٹ روبرٹسن' (Marion Gordon Pat Robertson) پ ۱۹۳۰ء متعصب مستشرقین کا ایک اہم نمائندہ ہے اور مغرب میں کئی اعتبار سے مشہور ہے۔ یہ الیکٹرونک میڈیا میں عیسائیت کا مبلغ، سیاست دان اور مصنف ہے۔ اس نے کئی اداروں، میڈیا چینلز اور یونیورسٹیوں کی بنیاد رکھی جس میں 'سی بی این' (The Christian Broadcasting Network)، ریجنٹ یونیورسٹی (Regent University) اور 'اے سی ایل جے' (The American Center for Law & Justice) وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ 'پیٹ روبرٹسن' کو مغرب میں پالیسی

ساز سمجھا جاتا ہے، مغرب نے کئی مواقع پر اسی کے خیالات کو عملی جامہ پہنایا۔ اس نے کئی مواقع پر آئندہ ہونے والے واقعات اور تبدیلی کی پیشن گوئی کی اور ایسے ہی ہوا[21]۔

ظاہر ہے یہ صیہونیت کا ایک اہم نمائندہ ہے اس لیے جو واقعات اور تبدیلی رونما کی جانی تھی اس کی 'پیٹ روبرٹسن' کے ذریعے پہلے ہی ذہن سازی کی گئی۔ اس کی مشہور کتاب 'نیو ورلڈ آڈر' New World Order (1991) ہے۔ اس کتاب نے مغرب کے نظریات پر گہرا اثر ڈالا اس کتاب نے ریکارڈ سیل کی۔ یہ کتاب در حقیقت صیہونیت (Zionist) کے نظریات کے پرچار اور یہودی عزائم کی تکمیل کے لیے پھیلائی گئی، یہی وجہ ہے کہ مسلم علماء نے اسے 'Jew World Order' کا نام دیا۔ مغرب عیسائی علماء نے بھی اس کتاب کو صیہونیت کی تبلیغ اور یہودی بالا دستی کی کڑی قرار دیا[22]۔ اس نے مسلمانوں کے دین پر الزام عائد کیا کہ یہ بدامنی کا مذہب ہے اور بنیاد پرست مسلمان شیطانی مذہب کے پیروکار، اسامہ بن لادن محمد ﷺ کا سچا پیروکار ہے۔ مزید اسلام کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ایک پرتشدد سیاسی نظام ہے جو دنیا کی حکومتوں پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتا ہے۔

اس نے یہ ریمارکس دیے:

"A violent political system bent on the overthrow of the governments of the world and world domination."[23]

اس نے مزید کہا کہ مغرب کا سامنا محض ایک مذہب سے نہیں بلکہ ایک سیاسی نظام سے واسطہ پڑا ہے، اس نے اس سیاسی نظام (دین اسلام) سے نمٹنے کے لیے اپنا مشورہ دیتے ہوئے کہا:

"You're dealing with not a religion, you're dealing with a political system, and I think we should treat it as such, and treat its adherents as such as we would members of the communist party, members of some fascist group."[24]

۳۔ 'ویدیادھر نائپیل' (Vidiadhar Surajprasad Naipaul) ۲۰۱۸ء۔۱۹۳۵ء:

برطانوی مستشرق 'ویدیا ایس نائپیل' (Vidia S.Naipaul) ۲۰۱۸ء۔۱۹۳۵ء نے اپنی تحریروں کے ذریعے دینِ اسلام کے متعلق بہت سی بدگمانیاں پیدا کیں۔ یہ نوبل پرائز حاصل کرنے والا ہندو پس منظر کا حامل برطانوی مصنف ہے۔ اس نے تیس (۳۰) سے زائد کتابیں تحریر کیں۔ اس کی زیادہ تر اشاعتوں نے تنازعات کو جنم دیا۔[25] اس کا کہنا ہے کہ اسلام نے اس کو قبول کرنے والوں کی زندگی پر انتہائی خراب اثرات مرتب کیے ہیں اور ان لوگوں نے اپنی

ثقافت اور تاریخ کو بھلا دیا ہے۔ اس نے اس کے متعلق دو کتابیں تحریر کیں۔

- Among the Believers: An Islamic Journey (1981)
- Beyond Belief: Islamic Excursions among the Converted Peoples (1998) [26]

۴۔ 'ڈینیل پائپ' (Daniel Pipes) پ ۱۹۴۹ء:

'ڈینیل پائپ' (Daniel Pipes) امریکی تاریخ داں، مصنف اور مبصر ہے۔ اس کا والد 'ہارڈورڈ یونیورسٹی' کا پروفیسر تھا، اس نے اپنے والد کے پاس ہی ریاضی میں داخلہ لیا لیکن بعد ازاں اسے احساس ہوا کہ ریاضی داں سے بہتر وہ ایک تاریخ داں بن سکتا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں کہ:

"I wasn't smart enough. So I chose to become a historian."[27]

ابتداء میں اس نے عربی زبان سیکھی اور اس کے لیے مغربی افریقہ کا دورہ بھی کیا۔ پھر عربی اور مشرقِ وسطیٰ کی تاریخ پر ۱۹۷۱ میں گریجویشن کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد دو سال مزید اس نے قاہرہ میں عربی سیکھنے اور قرآن کے مطالعہ کے لیے صَرف کیے۔ ۱۹۷۸ میں اسلامی تاریخ پر 'ہارڈورڈ یونیورسٹی' (Hardvard University) سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی[28]۔

اس نے 'ہارڈورڈ یونیورسٹی اور 'شکاگو یونیورسٹی' سمیت کئی یونیورسٹیز میں عارضی طور پر پڑھایا۔ اس کے بعد یہ امریکہ کے تھنک ٹینک ادارے 'Foreign Policy Research Institute' کا ڈائریکٹر مقرر ہو گیا[29]۔

'پائپ' نے اپنی تمام تر صلاحیت مسلمانوں کو انتہا پسند اور دہشت گرد ثابت کرنے میں لگائی ہیں۔ اس کا کام مشرقِ وسطیٰ کے حالات پر نظر رکھنا اور اس بارے میں امریکہ کی خارجہ پالیسی مرتب کرنے میں مدد و معاونت فراہم کرنا ہے۔ اس مقصد کے لیے اس نے ۱۹۹۰ میں امریکی تھنک ٹینک (Think Tank) ادارہ 'Middle East Forum' (MEF) کے نام سے قائم کیا اور یہ تاحال اس فورم کا صدر ہے، اس فورم کے تحت ایک رسالہ 'Middle East Quarterly' شائع کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ ۲۰۰۲ میں ایک ویب فورم 'Campus Watch' (CW) کے نام سے بھی تشکیل دیا، جس کا مقصد مشرقِ وسطیٰ کے مطالعہ میں درپیش مسائل کا حل اور پروفیسرز کو مشرقِ وسطیٰ کے مطالعہ پیش کرنے میں معاونت پیش کرنا ہے[30]۔ درحقیقت یہ فورم بنانے کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ مشرقِ وسطیٰ کا مطالعہ باقاعدہ ایک ایسے نظم کے تحت کروایا جائے جیسا مغرب کے تھنک ٹینک چاہتے ہے اور لوگ مشرق کو حقیقت کی نہیں بلکہ مغرب کی نگاہ سے ہی دیکھیں۔

'پائپ' ایک انتہا پسند مغربی دانشور تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس نے سرد جنگ کے خاتمے کے بعد ہی سے مسلمانوں کو بغیر کسی وجہ کے دہشت گرد قرار دینا شروع کر دیا اور مغرب کو مسلسل یہ باور کروایا کہ انتہاپسندوں (Radical Islam) اور عسکریت پسند (Militant Islam) سے مغرب کو خطرہ ہے۔ وہ اسلام کو دہشت گرد مذہب اور مسلمانوں کو انتہا پسند اور بنیاد پرست ثابت کر کے ان کے خلاف اقدام کرنے کے لیے کوشاں رہا۔ بنیاد پرستی کے مسئلہ کو سنگین ترین قرار دیتے ہوئے اس نے ۱۹۸۵ء میں ایک میگزین (Middle East Insight) میں لکھا کہ:

"The scope of the radical fundamentalist's ambition poses novel problems; and the intensity of his onslaught against the United States makes solutions urgent." [31]

اسی طرح ۱۹۹۵ء میں ایک اور میگزین (National Interest) میں اس نے لکھا کہ ایک جنگ کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:

"Unnoticed by most Westerners, war has been unilaterally declared on Europe and the United States."[32]

۹/۱۱ سے چار ماہ قبل ہی 'پائپ' اور 'اسٹیون ایمرسن' (Steven Emerson) نے ایک میگزین (The Wall Street Journal) میں یہ انکشاف کیا کہ 'القاعدہ' امریکہ کی بڑی عمارتوں کو نشانہ بنانے کی تیاری کر رہی ہے[33]۔ ظاہر ہے یہ مغرب کا اپنا منصوبہ تھا جس کا مقصد مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دینا تھا تاکہ اسلامی ممالک پر حملے کا جواز پیش کیا جاسکے۔ جس کی منصوبہ بندی سرد جنگ کے بعد سے یہ لوگ خود کر رہے تھے۔

'پائپ' نے امریکہ اور یورپ میں مسلمانوں کو خوف کی علامت بنانے اور 'اسلاموفوبیا' (Islamophobia) پھیلانے کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اس نے یورپ میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی اور مسلمانوں کی یورپ میں آبادکاری سے بھی یورپی اقوام کو بہت خائف کیا۔ پائپ نے اس کے متعلق ایک آرٹیکل 'The Muslims are coming! The Muslims are coming! Growth of Muslimphobia' لکھا۔ اس آرٹیکل میں اس نے یورپ کی تاریخ اور سلطنتِ عثمانیہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ 'سوویت یونین' سے زیادہ یورپی ممالک کو مسلمانوں سے خطرہ ہے جو کبھی بھی انقلاب لانے کے لیے جدوجہد شروع کرسکتے ہیں۔ اس نے مشہور امریکی ناول نگار 'رچرڈ کونڈون' (Richard Thomas Condon) ۱۹۱۵۔۱۹۹۶ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اب کمیونسٹ خاموش ہو چکے ہیں اور ہم اب نئے خوفناک خطرے (مسلمانوں) کا سامنا کرنے جا رہے

ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ:

"Now that the Communists have been put to sleep, we are going to have to invent another terrible threat." [34]

وہ آگے لکھتا ہے کہ یہ خطرہ عثمانیوں کی صورت میں ۱۶۸۳ میں ویانا کی سرحدی دیوار تک پہنچ گیا تھا اور اب کبھی بھی مسلمان آرمی دوبارہ ویانا کے دروازے تک پہنچ سکتے ہیں:

“The last time Muslims physically threatened Christendom was in 1683, when Ottoman soldiers camped outside the walls of Vienna. The memory of this event has been revived. Thus, William S. Lind (an advisor to Gary Hart) worries that "the implication of a Soviet collapse . . . might be that Muslim armies would again be besieging the gates of Vienna." [35]

بہر حال 'پائپ' دوسری جانب اسلام میں ترمیم کی تجویز پیش کرتا ہے اور اس کا نظریہ ہے کہ معتدل اسلام (Moderate Islam) امریکہ اور یورپ کے لیے فائدہ مند ہے۔ اس مقصد کے لیے اس نے ۲۰۰۶ میں ایک ویب 'Islamist Watch' بنائی ہے جس میں وہ ایسے تجدد پسند مسلمانوں کی حمایت کرتا ہے جو اسلام کو مغربی طرز پر ڈھالنے اور ایسے اسلام کے لیے کوشاں ہیں جو مغرب کو قابلِ قبول ہے۔ 'پائپ' کا نظریہ ہے کہ مغرب کا اصل مسئلہ انتہا پسند اسلام اور اس کا اصل حل اعتدال پسند اسلام میں ہے۔

"Radical Islam is the problem, Moderate Islam is the solution,"[36]

'پائپ' نے ۲۰۰۸ میں اپنے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ مسلمانوں کے تین گروہ ہیں۔ پہلا گروہ 'روایتی مسلم' (Traditional Muslims) ہیں جو اپنے مذہبی معاملات وغیرہ میں لگے ہوئے ہیں، یہ گروہ حقیقت پسندانہ (Pragmatic) اور غیر متشدد (non-violent) ہیں۔ دوسرا گروہ 'اسلام پسند' (Islamist) گروہ ہے، یہ عسکریت پسند ہے اور مغرب کے لیے خطرہ ہے۔ جبکہ تیسرا گروہ 'تجدد پسند' (Moderate Islam) ہے، یہ تعداد میں بہت کم ہے اور یہ زیادہ تر چھُپ کر رہتے ہیں[37]۔

'پائپ' اپنے ایک انٹرویو میں امریکی گورنمنٹ کو مشورہ دیتا ہے کہ 'تجدد پسند' تحریک بہت چھوٹی تحریک ہے لہذا ان کی بھرپور مدد کی جائے اور انہیں اہمیت دی جائے، ان سے میٹنگ کی جائیں، ان کی فنڈنگ کی جائے، ان کی پشت پناہی کی جائے، ان کو منظم اور طاقتور بنایا جائے اور ان کا حوصلہ بڑھایا جائے۔ ایک سوال کے جواب میں وہ کہتا ہے کہ:

"Moderate Muslims do exist. But, of course, they constitute a very small movement when compared to the Islamist onslaught. This means that the American government and other powerful institutions should give priority to locating, meeting with, funding, forwarding, empowering, and

celebrating those brave Muslims who, at personal risk, stand up and confront the totalitarians."[38]

پائپ نے اسلام کے خلاف کئی کتابیں لکھیں ہیں جس میں سے مندرجہ ذیل اہم ہیں:

- Slave Soldiers and Islam: The Genesis of a Military System (1981)
- In the Path of God: Islam and Political Power (1983)
- The Hidden Hand: Middle East Fears of Conspiracy (1997)
- Militant Islam Reaches America (2002)
- Miniatures: Views of Islamic and Middle Eastern Politics (2003)[39]

۵۔'اسٹیون ایمرسن' (Steven Emerson) پ ۱۹۵۴ء:

امریکی مستشرق 'اسٹیون ایمرسن'(Steven Emerson) پ ۱۹۵۴ء ایک صحافی، مصنف اور قومی سلامتی اُمور برائے دہشت گردی کا مشیر ہے۔ امریکہ میں اسے دہشت گردی اور انٹیلی جنس ایکسپرٹ متصور کیا جاتا ہے، جبکہ ناقدین کا کہنا ہے کہ یہ بھی 'Islamophobic' یعنی اسلام اور مسلمانوں سے خوف زدہ ہے[40]۔

اسلامی دہشت گردی کے حوالے سے 'ایمرسن' کی ماہرانہ رائے کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ اس نے اسلام کو دہشت گرد مذہب اور مسلمانوں کو خطرہ ۱۹۹۴ء سے قرار دینا شروع کیا۔ اس نے مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے ۱۹۹۴ء میں ہی دستاویزی فلم 'Terrorists Among Us: Jihad in America' بنائی۔ اس میں اس نے پہلے ہی بتادیا تھا کہ دہشت گردی کا واقعہ امریکہ میں ہو گا۔ 'ورلڈ ٹریڈ ٹاور' کو بھی دکھایا گیا۔ اسے پہلے سے معلوم تھا کہ حملہ یہاں ہو گا۔ وہ فلم میں 'ٹوئن ٹاورز' کے سامنے کھڑا ہو کر دنیا کو خطرے سے آگاہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"A network of Muslim extremists is committed to a jihad against America. Their ultimate aim is to establish a Muslim empire." [41]

اس کے علاوہ دیگر دستاویزی فلمیں بنائیں، جن کا مقصد مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنا تھا۔ ان دستاویزی فلموں میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:

- Terrorist Amoung Us: Jihad in America (1994)
- Obsession: Radical Islam's War Against the West (2005)
- Redical Islam: Terror in its Own Words (2007)
- Jihad in America: The Grand Deception (2013)

اس نے جہاد کو دہشت گردی قرار دیا اور اس کے متعلق کئی کتابیں لکھیں جس میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:

- The Worldwide Jihad movement: Militant Islam targets the West 1995)
- Terrorism in the United States (1997)

- The Future of terrorism: violence in the new millennium (1998)
- American Jihad: The Terrorists Living Among Us (2002)
- Jihad Incorporated: A Guide to Militant Islam in the US (2006)
- Al-Qaeda in Europe: the new battleground of international jihad (2006)

۶۔ 'سرگئی ترفکوچ' (Srda Trifkovic)پ ۱۹۵۴ء:

'سرگئی ترفکوچ' (Srda Trifkovic)پ ۱۹۵۴ء سربین نژاد مشہور امریکی تاریخ داں اور سیاسی مبصر ہے۔ اس کا امریکہ اور یورپ کی سیاست میں گہرا عمل دخل رہا۔ یہ 'روک فورڈ انسٹیٹیوٹ' میں شعبہ بین الاقوامی تعلقات کا ۲۰۰۸ تک سربراہ تعینات رہا اور بوسنیا اور حرزیگوینا کے صدور کا مشیر بھی رہا [42]۔

'ترفکوچ' نے اسلام کو پر تشدد مذہب قرار دینے میں اپنی توانائیاں صرف کی ہیں۔ سیرت النبی ﷺ کے متعلق اس نے ایک کتاب لکھی جس کا عنوان ہی 'محمد کی تلوار' (The Sword of the Prophet: The Politically Incorrect Guide to Islam) رکھا۔ اس نے نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو نقائص کا مجموعہ قرار دیا ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں اسلام کے دنیا پر ہونے والے اثرات کا جائزہ بھی پیش کیا۔ مزید اس نے اپنی کتاب میں بنیاد پرستی اور دہشت گردی کو اسلام کے بنیادی اُصول قرار دیا۔ اور ان اُصولوں کو سرد جنگ کے بعد مغربی اقدار کے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا [43]۔

اسلام کو بدنام کرنے کے لیے اس نے ایک اور کتاب 'Defeating Jihad' لکھی۔ 'ترفکوچ' یورپ میں مسلمانوں کی پانچ کروڑ آبادی (50 Million) اور امریکہ کی تیس لاکھ (3.3 Million) سے زائد آبادی کو لے کر بھی خائف نظر آتا ہے جو اس کے نزدیک مغرب کے لیے بہت بڑا چیلنج ہے [44]۔

'ترفکوچ' نے ۲۰۰۶ء میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے متعلق بدگمانی اور پروپیگنڈہ پھیلانے کے لیے 'روبرٹ اسپینسر'، 'بیٹ یور' (Bat Yeor)، 'ولید شعیبات' (مرتد) اور 'عبداللہ عربی' (مرتد) کے ساتھ دستاویزی فلم بھی تیار کی، اس ڈرامائی فلم کا نام 'Islam: What the West Needs to know' رکھا۔ اس دستاویزی فلم کا مقصد اسلام کو انتہاپسند مذہب قرار دے کر اسے مسخ کر کے پیش کرنا ہے تاکہ مغربی اقوام کو اسلام کے متعلق گمراہ کر کے خلاف مزید اُکسایا جائے [45]۔ اس دستاویزی فلم پر مغرب میں بھی تنقید کی گئی اور اسے محض اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ اور جھوٹ و تعصب پر مبنی قرار دیا [46]۔ ایک ریویو یہ بھی دیا گیا کہ اسلام انتہاپسند مذہب نہیں۔ انتہا پسندی مختلف شکل میں دنیا میں موجود ہے [47]۔

'ترفکووچ' خود ایک انتہا پسند عیسائی ہے، جو مغرب میں اسلام مخالف جذبات بھڑکانے کی وجہ سے مشہور ہے۔ ۲۴ فروری ۲۰۱۱ میں اسے کینیڈیا کی یونیورسٹی (University of British Columbia) میں خطاب کرنے جانے تھا لیکن کینیڈین گورنمنٹ نے اس کی نفرت آمیز تقاریر (Hate Speeches) اور اسلام مخالف جذبات (Islamphobia) کی وجہ سے اس کے داخلے پر پابندی عائد کردی تھی[48]۔

۷۔ 'مارٹن کریمر' (Martin Kramer) پ ۱۹۵۴ء:

'مارٹن کریمر' (Martin Seth Kramer) امریکن اسرائیلی اسکالر ہے، اور اسرائیل کے کالج (Shalem College) میں تدریسی عمل سے وابسطہ ہے۔ اس کا موضوع اسلام اور عرب سیاسیات ہے۔ اس نے اپنی اعلیٰ تعلیم امریکن یونیورسٹیز سے حاصل کی۔ ۱۹۸۲ میں 'پرسٹن یونیورسٹی' (Princeton University) سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور مشہور مستشرق 'برنارڈلوئس' کی شاگردی میں رہا۔ 'مارٹن' نے یروشلم کے کالج (Shalem College) میں بانی اور صدر کی حیثیت سے کام کیا، جہاں اس نے 'مشرقِ وسطیٰ کی جدید تاریخ' کی تدریس بھی کی۔ اس کے علاوہ امریکہ اور اسرائیل کی مختلف یونیورسٹیز میں بھی بطور پروفیسر اپنی خدمات انجام دیں۔ اس نے امریکہ میں مشرقِ وسطیٰ کے مطالعہ پر کڑی تنقید کرتے ہوئے اپنی رائے پیش کی کہ مشرقِ وسطیٰ کا صحیح مطالعہ ۱۹۸۰ کی دہائی میں نہیں کروایا گیا اور اسلام کے خطرے کو صحیح طور پر نہیں پیش کیا گیا۔ اس کے متعلق اس نے ۲۰۰۱ میں کتاب 'Ivory Towers on Sand: The Failure of Middle Eastern Studies in America' لکھی[49]۔

اس نے ۲۰۰۱ میں امریکہ کو افغانستان سے عراق جنگ منتقل کرنے پر زور دیا اور صدام حسین پر حملے کے لیے مسلسل اُکسایا۔ اس کے علاوہ اسلام کو دہشت گردی سے جوڑنے کے لیے اس نے مختلف کتابیں تحریر کیں:

- Political Islam (1980)
- Islam Assembled (1985)
- Arab Awakening and Islamic Revival (1996)[50]

۸۔ 'روبرٹ اسپینسر' (Robert Bruce Spencer) پ ۱۹۶۲ء:

امریکی مستشرق 'روبرٹ اسپینسر' (Robert Spencer) مصنف اور مشہور بلاگر (Blogger) ہے، اور انسداد جہاد موومنٹ (Counter Jihad Movement) کا اہم رکن ہے۔ امریکہ کے نیوز چینل 'Fox News' پر سب سے زیادہ نمودار ہوتا ہے۔ یہ اسلام دشمن ویب سائٹ Jihad Watch اور Dhimi Watch کا بانی

ہے۔ جس کے ذریعے یہ اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کا کام کر رہا ہے۔ اس کا تعلق 'کیتھولک چرچ' سے ہے اور یہ ایک پر تشدد ذہنیت کا حامل ہے۔ اس نے امریکہ میں مسلمانوں کے خلاف نفرت بھڑکانے کے لیے 'American Freedom Defense Initiative (AFDI)' اور 'Stop Islamization of America (SIOA)' بنائی۔ اس معاملے میں اس کا معاون 'پامیلا گیلر' (Pamela Geller) سیاسی مبصر ہے۔ ان دونوں پر ۲۰۱۳ میں برطانیہ کی وزارتِ داخلہ نے نفرت آمیز بیانات پر برطانیہ کے سفر پر پانچ سال کی پابندی عائد رکھی[51]۔

اسپینسر کی مندرجہ ذیل دو کتابیں بہت مشہور ہوئیں اور ان کتابوں نے مغرب میں ریکارڈ سیل کی۔

- 'The Truth About Muhammad: Founder of the World's Most Intolerant Religion' (2006)
- 'The Politically Incorrect Guide to Islam' (And the Crusades) (2005)

یہ کتابیں مغرب میں اسلام کے مطالعہ اور اسلام کو سمجھنے کے لیے بنیادی کتابیں سمجھی جاتی ہے۔ امریکہ کی 'Federal Buraeu of Investigation (FBI)' کے تربیتی کورس میں یہ دونوں کتابیں شامل کی گئی ہیں[52]۔

اس طرح مغرب میں باقاعدہ طور پر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف ذہن سازی کا کام جاری ہے۔ مغربی اقوام کو اسپینسر جیسے متعصب مستشرقین کی نظر سے اسلام و پیغمبر اسلام ﷺ کا مطالعہ کروایا جارہا ہے۔ جبکہ اسپینسر کے متعصب خیالات اور اس کی کتابوں میں قابلِ اعتراض مواد کی وجہ سے ملیشیا اور پاکستان نے اس کی کتابوں پر پابندی (ban) لگائی ہوئی ہے[53]۔

اسپینسر نے اسلام، محمد ﷺ اور قرآن کو مشکوک بنانے کے لیے اپنی پوری توانائیاں صرف کیں، مختلف کتابیں لکھیں اور پروپیگنڈہ کرنے کے لیے سوالات اُٹھائے۔ نبی اکرم ﷺ کی مسلمہ تاریخی حیثیت کے متعلق سوالات اُٹھائے اور اسے مشکوک بنانے کے لیے بھی کتاب لکھی۔ اسلام اور عیسائیت کا موازنہ پیش کرتے ہوئے عیسائیت کو امن پسند اور اسلام کو دہشت گرد مذہب ثابت کرنے کی کوشش کی۔ جہاد کا تعلق دہشت گردی سے جوڑا اور امریکہ کے لیے اسلام اور مسلمانوں کو خطرہ قرار دیا، اس کی نظر میں مسلمان امریکہ کو گولی اور دھماکے کے بغیر ہی تباہ کر دیں گے۔ یہ امریکہ میں 'اسلاموفوبیا' پھیلا رہا ہے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے متعلق دیگر کتابوں میں مندرجہ ذیل کتابیں شامل ہیں:

- Islam Unveiled: Disturbing Questions About the World's Fastest

Growing Faith (2002)

- Inside Islam: A Guide for Catholics: 100 questions and answer (2003)
- Onward Muslim Soldiers: How Jihad Still Threatens America and the West (2003)
- Religion of Peace? Why Christianity Is and Islam Isn't (2007)
- Stealth Jihad: How Radical Islam is Subverting America without Guns or Bombs (2008)
- Did Muhammad Exist? An Inquity Into Islam's Obscure Origins (2012)
- Not Peace But a Sword: The Great Chasm Btw.Christianity & Islam (2013)
- The Arab Winter Comes to America: The Truth about the War We're In (2014)
- The History of Jihad: From Muhammad to ISIS (2018) [54]

۹۔ 'الیکزینڈر ڈیل ویل' (Alexandre Del Valle) پ ۱۹۶۸ء:

'الیکزینڈر ڈیل ویل' فرانسیسی مستشرق ہے۔ یہ پروفیسر، کالم نگار اور سیاسی مبصر ہے اور اسلامی انتہا پسندی (Islamic Extremism) کے تجزیہ کار کے حوالے سے جانا پہچانا جاتا ہے۔اس نے اپنی تمام توجہ اسلامی انتہاپسندی، نئے جغرافیائی حالات، تہذیبی کشمکش اور دہشت گردی پر بحث ومباحثے پر مرکوز کی ہے۔

یہ زیادہ تر بین الاقوامی تعلقات بالخصوص عرب دنیا کے متعلق لکھتا ہے۔اس کی پہلی کتاب 'Islamism and the United States: An Alliance against Europe' تھی، جس میں اس نے دعویٰ کیا کہ امریکہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اسلام کے ذریعے یورپ کو تباہ کرنے کی سازش کر رہاہے، کیونکہ امریکہ نے سوویت یونین کو مجاہدین کے ذریعہ تباہ کیا تھا۔ اس کے نظریے کو تقویت پہنچانے کے لیے ۱۹۹۸ میں مستشرقہ 'بیٹ یور' 'Bat Yeor' نے آرٹیکل لکھا اور تنقید کی، اور اسلام کے خطرے کو بے نقاب کرنے پر اس کو خراجِ تحسین بھی پیش کیا[55]۔

۱۱/۹ کے بعد اس نے لکھا کہ تاریخ نے اور اس واقعے نے ثابت کر دیا کہ میں (اسلام کے متعلق) ٹھیک تھا۔ ظاہر ہے کہ یہودی سازشوں کا اسے پہلے سے علم تھا کیونکہ اس کے یہودی کمیونٹی سے قریبی تعلقات ہیں اور یہ صیہونی (Zionist) ہے، جو یہودیوں کی ریاست اسرئیل کی حمایت کرتے ہیں اوران کی تاریخی مقدس جگہ یروشلم کو ان کا حق سمجھتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف ان کے ساتھ ہیں۔ اس کی ویب سائٹ اس کے نام سے ہے جس پر یہ اسلام،

جہاد اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کر رہا ہے[56]۔

اس کی انتہا پسند سوچ اور متعصب تحریروں کی وجہ سے اس پر کئی مقدمات درج کیے گئے، تاہم اس پر فردِ جرم عائد نہیں کی جا سکی۔ اس کی تمام کتابیں اسلام کو دہشت گرد مذہب اور مسلمانوں کو انتہا پسند ثابت کرنے کے لیے لکھی گئی ہیں، جو فرانسیسی زبان میں ہیں۔ جس میں سے قابلِ ذکر یہ ہیں:

- Islamisme et États-Unis, une alliance contre l'Europe (Islamism and the United States, an alliance against Europe) (1997)
- Le Totalitarisme islamiste à l'assaut des démocraties,(Islamist totalitarianism on the assault of democracies)(2002)
- A Islamizaçao de Europa, A civilisaçao edit (The Islamization of Europe, The civilization edit) (2009)
- Les vrais ennemis de l'Occident, du rejet de la Russie à l'islamisation des sociétés ouvertes, (The real enemies of the West, from the reject of Russia to the islamization of the open societies) (2016)
- La strategie de l'intimidation, du terrorisme jihadiste à l'islamiquement correct, (The Strategy of Intimidation, from the jihadist terrorism to the "islamically correcness") (2018)[57]

۱۰۔ 'اوریانا فلاسی' (Oriana Fallaci) ۲۰۰۶ء۔۱۹۲۹ء:

اطالوی مستشرق 'اوریانا فلاسی' (Oriana Fallaci)۲۰۰۶۔۱۹۲۹ء ایک صحافی اور مصنفہ ہے۔ جنگِ عظیم دوم میں کم عمری میں صحافت کا آغاز کیا، جنگ اور بدلتی ہوئی صورتحال کی بھرپور کوریج کی اور شہرت پائی۔ اس کے بعد کئی بڑی جنگوں امریکہ اور ویتنام، انڈیا اور پاکستان کی جنگ اور عرب اسرائیل جنگ کی کوریج کی۔ اس نے دنیا کے نامور سیاسی لیڈروں کے انٹرویو کیے جس میں گاندھی، یاسر عرفات، ذوالفقار علی بھٹو، احمد رضا شاہ پہلوی، قذافی، ہنری کسنجر شامل ہیں۔ ان تمام انٹرویو کی روداد اس نے اپنی کتاب 'Interview with History' میں قلمبند کیے ہیں۔ اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد اس نے امریکہ کی بڑی یونیورسٹیز میں لیکچرز کا سلسلہ شروع کیا اور 'شکاگو یونیورسٹی'، 'ییل یونیورسٹی'، 'ہارورڈ یونیورسٹی' اور 'کولمبیا یونیورسٹی' میں لیکچرز دیے۔ ۱۱/۹ کے بعد اس نے اپنا تمام زور اسلام کی تنقیص کے لیے لگا دیا۔ کئی کتابیں اور آرٹیکلز اسلامی انتہا پسندی کے بارے میں لکھے[58]۔

۲۰۰۵ میں نبی اکرم ﷺ کے گستاخانہ کارٹون بنانے والوں میں اس کا نام سرفہرست تھا۔ فروری ۲۰۰۶ میں نیویارک میں گولڈ میڈل حاصل کرنے کے موقع پر اس نے ایک سوال کے جواب میں مزید توہین آمیز خاکہ بنانے کا

عزم کیا۔ اس نے کہا کہ:

"I will draw Mohammed with his 9 wives, including the little baby he married when 70 years old, the 16 concubines, and a female camel wearing a Burqa. So far my pencil stopped at the image of the camel, but my next attempt will surely be better."[59]

'فلاسی' نے یورپ کو خبر دار کیا کہ یورپ کی پالیسی مسلمانوں کے لیے انتہائی نرم ہے۔ اس نے مزید لکھا کہ اگر یورپ میں مسلمانوں کو روکا نہیں گیا تو یورپ، یورپ نہیں رہیگا بلکہ 'Eurabia' بن جائے گا۔ یہ اسلام اور یورپی مسلمانوں کے متعلق تعصب بر مبنی بیانات اور تحریروں کی بناء پر یورپ میں سب کی توجہ کا مرکز بنی رہی۔ اس نے اسلام کو 'فاشزم' (Fascism) کانام دیتے ہوئے یورپ کے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا۔ اس کا کہنا تھا کہ یورپی سیاست داں اسلام کے خطرے کو سمجھنے میں وہی غلطی دہرا رہے ہیں جو انہوں نے ۱۹۳۰ء میں جرمن فاشزم کے معاملے میں کی تھی۔ یہ اعتدال پسند اسلام 'Moderate Islam' کی نفی کرتی اور اسے ایک کذب (mendacity) قرار دیتی ہے[60]۔

اس کی کتابوں میں بھی اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف زہر آلودہ مواد شامل کیا گیا۔ جس کی وجہ سے اس پر کڑی تنقید کی گئی جبکہ اٹلی میں اس کی کتابوں نے ریکارڈ سیل کی۔ اس کی دو کتابیں اہم ہیں:

- The Rage and the Pride (2001)
- The Force of Reason (2004)

ان کتابوں کا دنیا کی اکیس زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔ ۲۰۰۲ء میں سوئٹزرلینڈ کے مسلمانوں نے ان کتابوں کو تعصب پر مبنی ہونے کی وجہ سے مقدمہ کر دیا، سوئس عدالت نے 'فلاسی' کی گرفتاری کا حکم دیتے ہوئے اٹلی کی حکومت کو مزید کاروائی کے لیے خط لکھا۔ لیکن اٹلی کے وزیر قانون نے اس کاروائی کو آزادی اظہار رائے کی خلاف ورزی قرار دیا[61]۔

۲۰۰۵ء میں اٹلی کی 'اطالوی مسلم یونین' (Union of Italian Muslims) کے صدر عدیل اسمتھ نے اس کی کتاب (The Force of Reason) کو اسلام پر حملہ قرار دیتے ہوئے اس پر مقدمہ کر دیا، جس میں اس نے لکھا تھا کہ 'اسلام ایسا تالاب ہے جو کبھی صاف نہیں ہوتا (Islam as a pool that never purifies)'۔ اٹلی کے جج نے حکم جاری کیا جس میں اس کو بدنام کرنے پر فردِ جرم عائد کیا۔ تاہم 'فلاسی' نے الٹا عدیل اسمتھ پر الزام لگایا کہ اس نے اسے قتل کی دھمکی دی اور وہ عیسائیت کو بدنام کر رہا ہے، جس کے بعد کوئی حتمی

نتیجہ بر آمد نہ ہو سکا۔ دیگر مسلم تنظیموں نے بھی اس کی کتابوں کو 'اسلام پر حملہ' قرار دیتے ہوئے قانونی کاروائی کی کوششیں کیں لیکن اس کا وکیل 'گلس ولیم گولڈنیل' (Gilles-William Goldnael) فرانس و اسرائیل تنظیم کا صدر بھی اس کو قانونی کاروائی سے بچاتا رہا[62]۔ اٹلی کا پوپ (Pope Benedict XVI) بھی اسے خاصی اہمیت اور عزت دیتا تھا جبکہ یہ خود کو ملحد کہتی تھی[63]۔

۱۱۔ 'بیٹ یور' (Bat Ye'or) پ ۱۹۳۳:

'بیٹ یور' (Bat Yeor) قلمی نام ہے، اس کا اصل نام 'گیسل لٹمین' (Gisèle Littman) ہے۔ یہ مصری نژاد برطانوی مصنفہ ہے۔ یہ قاہرہ کے یہودی خاندان میں پیدا ہوئی۔ اس نے جدید یورپ کی سیاسیات اور مسلم دنیا کی مذہبی اقلیت (ذمّی) کو اپنا موضوع بنایا۔ اس نے تاریخ اسلام کا مطالعہ اسلام اور ریاستِ اسلام کی روح مسخ کر کے پیش کیا۔ اس نے بھی دیگر متعصب مستشرقین کی پیروی کرتے ہوئے 'Islamophobia' پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا،اس نے اسلام کو امریکہ کے وجود کے لیے خطرہ (Anti-Americanism) قرار دیا۔ اس نے ۲۰۰۰ء کے ابتدا میں یورپ کو مسلمانوں اور عربوں سے خائف اور خلاف کرنے کے لیے 'Eurabia' یعنی یورپ پر عرب کا غلبہ اور حکمرانی کی اصطلاح متعارف کروائی اور مسلمانوں کی ممکنہ عالمی خلافت کے قیام سے یورپ کو آگاہ کیا[64]۔ اس عنوان سے اس نے کتابیں بھی شائع کیں:

- Eurabia: The Euro-Arab Axis (2005)
- Eurabia and Europe, Globalization and the Coming of the Universal Caliphate (2011)

'یور' نے ساتھ ہی ساتھ اسلامی ریاست کے ذمیوں کے لیے 'Dhimmitude' کی اصطلاح متعارف کروائی، جس کا مطلب اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے ساتھ ظلم و ستم کے رویہ کو ظاہر کرنا تھا۔ اسلامی ریاست اور مسلمانوں کو بدنام کرنے اور یورپی اقوام میں مسلمانوں کا خوف بٹھانے کے لیے اس نے تاریخ کو مسخ کر کے پیش کیا۔ اس کے مطابق مسلمانوں عیسائیوں اور یہودیوں کو زبردستی اسلامی ریاست تسلیم کرنے اور ان کے تحت ذمی بن کر رہنے پر مجبور کرتے تھے اور اس قیمت پر ان کی زندگی بخشتے تھے، جبکہ اکثر عیسائیوں اور یہودیوں کو غلام بھی بنالیا جاتا[65]۔ اس طرح یہ جہاد کا غلط تصور بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو ظالم، جابر اور دہشت کی علامت ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے[66]۔

ذمیوں کے متعلق اس نے مندرجہ ذیل کتابیں لکھیں:

- The Dhimmi: Jews and Christians Under Islam (1985)
- The Decline of Eastern Christianity: From Jihad to Dhimmitude;seventh-twentieth century (1996)
- Understanding Dhimmitude (2013)

'یور' کے نظریہ کو مغربی اسکالرز نے رد کرتے ہوئے اسے جھوٹ اور تاریخ کا غلط مطالعہ قرار دیا ہے۔ تاریخ اسلام کے اسکالر 'مائیکل سیلز'(Michael Anthony Sells)پ۱۹۴۹ء نے 'یور' کو بناوٹی اور اس کے نظریہ (Theory)کو جعل سازی (falsification) قرار دیا ہے[67]۔ازمنہ وسطیٰ میں یہودیوں کی تاریخ کا ماہر اسکالر'مارک کوہن'(Mark R. Cohen) بھی'یور'پر کڑی تنقید کرتے ہوئے اسے گمراہ کن اور'اسلاموفوبک' قرار دیتا ہے[68]۔

ذمیوں کے بارے میں مشہور مستشرق 'برنارڈ لوئس'(Bernard Lewis)کا کہنا ہے کہ اسلامی دنیا میں یہود کے ساتھ رویے کے متعلق دو طرح کے لٹریچر دستیاب ہیں، ایک بیان کیا گیا ہے کہ یہ دور یہودیوں کا سنہری دور تھا جبکہ دوسرے کے مطابق یہ دور ذمی رویہ (Dhimmi-tude)کا دور تھا، جبکہ حقیقت ان دونوں انتہاؤں کے درمیان ہے[69]۔

'یور' نے اکیسوی صدی کی ابتدا میں تہذیبوں (مسلم اور غیر مسلم) کے تصادم پر بھی کتاب لکھی:

- Islam and Dhimmitude: Where Civilizations Collide (2001)

۱۲۔'پامیلا گیلر' (Pamela Geller)پ۱۹۵۸ء:

'پامیلا گیلر'(Pamela Geller)یہودی خاتون ہے۔یہ امریکہ کی سیاسی کارکن، مبصر اور بلاگر (blogger) ہے، جو اسلام مخالف تحریر کے لیے مشہور ہے، اس نے امریکہ (Texas) میں نبی اکرم ﷺ کے گستاخانہ کارٹون کے مقابلے کے لیے امداد فراہم کی۔اس پر تنقید کی جاتی ہے کہ یہ بھی'اسلاموفوبک' (Islamophobic) ہے۔اس کی باقی بہنوں میں دو ڈاکٹر اور ایک ٹیچر ہے لیکن یہ نیویارک کی یونیورسٹی (Hofstra University)میں پڑھائی مکمل نہیں کر سکی۔اس نے اپنے کیریئر کا آغاز ۱۹۸۰ء میں نیویارک ڈیلی نیوز سے کیا۔۲۰۰۱ء کے بعد اس نے بلاگ لکھنے کا آغاز کیا۔ اس نے 'Islamophobia' پھیلانے کے لیے 'روبرٹ اسپینسر' کے ساتھ مل کر ۲۰۱۰ء میں مسلم مخالف (Anti-Muslim)اور حمایتِ اسرائیل (Pro-Isreal) گروپ 'Stop Islamization of America(SIOA)' کی بنیاد رکھی اسی گروپ کا دوسرا نام 'American Freedom Defense Initiative(AFDI)' رکھا گیا، اور اسے متحرک بنایا۔اس گروپ

کا کام مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانا ہے۔یہ تنظیم یورپ کی 'Stop the Islamisation of Denmark (SIAD)' اور 'Stop Islamisation of Europe(SIOE)' کی طرز پر بنائی گئی، جس کا بانی ڈچ 'Anders Gravers Pedersen' پ ۱۹۶۰ ہے[70]۔

'پامیلا گیلر' نے اسی نام سے کتاب "Stop the Islamization of America: A Practical Guide for the Resistance" بھی شائع کی جس میں تجاویز دی گئیں کہ کس طرح امریکہ اور یورپ میں اسلام کو پھیلنے سے روکا جائے۔یہ سیاسی اسلام اور روایتی اسلام کے خلاف تحریک چلارہی ہے۔اس کا کہنا ہے کہ اسے اسلام سے مسئلہ نہیں بلکہ اسلام کے سیاسی نظام سے مسئلہ ہے۔

"I have no problem with Islam, I have a problem with political Islam." [71]

اس نے اسلام کے متعلق بدگمانی پھیلانے اور امریکی اقوام کے دل میں نفرت ڈالنے کے لیے "Freedom or Submission: On the Dangers of Islamic Extremism & American Complacency" کے عنوان سے کتاب لکھی۔ اس نے بھی تہذیبوں کے تصادم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ 'جہادازم'(Jihadism) سے ہماری تہذیب کو خطرہ ہے۔

"Jihadism is the threat to civilization." [72]

اس کے ناقدین کے مطابق اسے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت آمیز بیانات کی وجہ سے میڈیا بالخصوص 'Fox News' نے بہت کوریج اور غیر معمولی اہمیت دی[73]۔

حقیقت میں وہ انتہاپسندی اور سیاسی اسلام کی آڑ میں اسلام اور مسلم کمیونٹی کو نشانہ بناتی ہے۔وہ اسلام اور انتہاپسندی کو ایک ہی قرار دیتی ہے[74]۔

وہ اسلام کے متعلق لکھتی ہے کہ:

"Islam is the most anti-semitic, genocidal ideology in the world." [75]

دوسری جگہ دہشت گردی کو اصل اسلام قرار دیتی ہے:

"Muslim terrorists were practicing pure Islam, original Islam." [76]

اعتدال پسند اسلام(Moderate Islam) کے بجائے 'سیکولر مسلم' کی اصطلاح کو صحیح قرار دیتی ہے۔اس کا کہنا ہے کہ ہمیں سیکولر مسلمانوں کی حمایت کرنی چاہیے کیونکہ یہ اس جنگ میں ہماری فتح کا باعث بنیں گے۔وہ تہذیبوں کے تصادم پر اپنے آرٹیکل میں لکھتی ہے کہ:

"I do not believe in the idea of a moderate Islam… I think a moderate Muslim is a secular Muslim…"

"I believe most Muslims are secular. I don't believe that most Muslims

subscribe to devout fundamentalist Islam by any stretch of the imagination. And we need the secular Muslims to win the battle for the reformation of Islam." [77]

'پامیلا' ایک صیہونی (Zionist) ہے اور خود ایک انتہا پسند ہے۔ اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی میں حد سے تجاوز کر جاتی ہے [78]۔ ایک طرف مسلمانوں کو دہشت گرد اور شدت پسند قرار دیتی ہے دوسری جانب اسرائیل کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ فلسطینیوں پر بم گرائے جائیں اور غزہ بھی واپس لیا جائے [79]۔

خلاصہ کلام:

بیسویں صدی کے اواخر اور اکیسویں صدی کے اوائل میں مستشرقین کی سرگرمیاں مزید عروج پر معلوم ہوتی ہیں۔ ایک طرف مفاہمت کی کوششیں تیز ہوئی ہیں تو دوسری طرف شدّت پسندی میں بھی مزید اضافہ ہوا ہے۔ سیرت نگاری میں انصاف پسند مستشرقین کا بھی اضافہ ہوا ہے جنہوں نے یورپ کے مروجہ الزامات واتہامات کا رد کیا۔ ان جدید مستشرقین نے تاریخی حقائق کو پیش کرتے ہوئے، متعصب مستشرقین کے وحشیانہ حملوں سے سیرت النبی ﷺ کا دفاع کیا ہے۔

ان مستشرقین میں 'راجر دوپاسکوائر' (Roger Du Pasquier) پ۱۹۱۷ء، 'مائیکل ہارٹ' (Michael H.Hart) پ۱۹۳۲ء، 'ولفریڈ اسمتھ' (Wilfred Cantwell Smith) ۲۰۰۰ء-۱۹۱۶ء، 'منٹگمری واٹ' (William Montgomery Watt) ۲۰۰۶ء-۱۹۰۹ء 'ڈاکٹر این میری شمل' (Dr.Annemarie Schimmel) ۲۰۰۳-۱۹۲۲ء 'ایڈورڈ سعید' (Edward Wadie Said) ۲۰۰۳ء-۱۹۳۵ء وغیرہ 'جان لوئس اسپوسیٹو (John Louis Esposito) پ۱۹۴۰ء، 'کیرن آرم اسٹرانگ' (Armstrong Karen) پ۱۹۴۴ء وغیرہ نامور مستشرقین شامل ہیں۔ (البتہ موضوع کی وسعت کو دیکھتے ہوئے اس مقالے میں ہم نے متعصب مستشرقین کا ذکر کیا ہے۔)

اکیسوی صدی میں مستشرقین نے اسلام و پیغمبر اسلام ﷺ کے متعلق نئی بحث کا آغاز کیا اور اسے مغربی تہذیب کے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا۔ ۱۹۸۰ء میں روس کی شکست کے بعد اشتراکی نظام نے دم توڑ دیا، اس کے بعد مستشرقین نے مغرب کو یہ باور کروایا کہ اسلام کو محض ایک مذہب کے طور پر نہیں دیکھنا چاہیے کیونکہ اس میں معاشرتی، معاشی اور سیاسی تمام نظام موجود ہیں چنانچہ مغربی نظام کو سب سے زیادہ خطرہ اسلام سے ہے۔ اس طرح مغرب میں 'اسلاموفوبیا' نے جنم لیا۔ مستشرقین نے مغربی اقوام کے دل ودماغ میں اسلام و مسلمان کا خوف بٹھایا اور

اسلام، قرآن اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف اقدامات کے لیے اکسایا۔

علامہ اقبالؒ نے اپنی حیات کے آخری ایام میں ان حالات کی پیشن گوئی کرتے ہوئے ابلیس کی زبانی یہ اشعار کہے تھے:

ہے اگر خطر مجھے تو اس اُمت سے ہے جس کی خاکستر میں اب بھی شرارِ آرزو

خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضو

جانتا ہے، جس پہ روشن باطنِ ایام ہے مزدکیت فتنہ فردا نہیں، اسلام ہے[80]

یہی وہ خطرہ ہے جسے عصرِ حاضر میں 'اسلام فوبیا'(Islamophobia) کا نام دیا گیا ہے۔ بیسوی صدی کے اواخر اور اکیسوی صدی عیسوی کے اوائل کے حالات میں نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ 'آرنلڈ جوزف ٹوائن بی'(Arnold Joseph Toynbee)۱۹۷۵ء۔۱۸۸۹ء نے ۱۹۶۱ میں اپنی کتاب تاریخ کا مطالعہ 'A Study of History' پیش کی، جس میں تہذیبوں کا ذکر کرتے ہوئے تہذیبوں کے مستقبل اور تصادم کے حوالے سے پیشن گوئیاں کی گئیں۔ اس کے بعد 'سموئیل فلپ ہنٹگٹن'(Samuel Philip Huntington) ۲۰۰۸ء۔ ۱۹۲۷ء نے اس نظریے میں جان ڈالی اور ۱۹۹۶ء میں شہرہ آفاق کتاب 'تہذیبوں کا تصادم' لکھی، جس میں اسلام کو سب سے بڑا خطرہ قرار دیا، اس نے لکھا کہ اسلامی تہذیب بہت تیزی سے مغرب میں سرایت کررہی ہے کہ ۲۰۲۵ء میں سب سے زیادہ آبادی مسلمانوں کی ہوگی، لہذا مغربی تہذیب کو خود کو بچانا ہے تو اسلام سے نبرد آزما ہونا پڑے گا۔

چنانچہ اکیسویں صدی کے متعصب مستشرقین نے اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف ہر سطح پر محاذ آرائی شروع کردی۔ اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کے خاتمے کے لیے ہر سطح پر حملے شروع کردیے۔ اسلام کو جرمن فاشزم اور سوویت یونین کے سوشلزم سے بڑا خطرہ قرار دیا جانے لگا۔ مستشرق رچرڈ ولیم ساؤتھرن (Sir Richard Willaim Southern) ۲۰۰۱ء۔۱۹۱۲ء کی نظر میں مشرق اور مغرب کو دور کرنے والی شے خود اسلام ہے، اسلام عیسائیت کے لیے ایسا خطرہ ہے جس کی کوئی پیش گوئی یا پیمائش نہیں کی جاسکتی۔ 'میکسم روڈنسن'(Maxime Rodinson) ۲۰۰۴ء۔۱۹۱۵ء نے ایرانی انقلاب کو "اسلامک فاسیزم"(Islamic Fascism) کا نام دیا۔ 'پیٹ روبرٹسن ' (Marion Gordon Pat Robertson) پ ۱۹۳۰ء نے باور کروایا کہ اسلام کو محض مذہب سمجھنے کی غلطی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اسے ایک ایسے نظام کے طور پر جاننا چاہیے جو مغرب کے لیے خطرہ ہے۔ 'سرگئی ترفکوچ'(Srda Trifkovic) پ ۱۹۴۵ء نے بھی سرد جنگ کے بعد اسلام کو مغربی اقدار کے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا۔ عصرِ حاضر میں مستشرقین کی فہرست میں خواتین کا بھی اضافہ ہوا، متعصب

خواتین بھی اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی کرنے میں پیش پیش نظر آتی ہیں۔

ان متعصب مستشرقین کو مغربی ممالک میں داخلی اُمور اور خارجہ پالیسی میں بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ان کی دی گئی تجاویز پر عمل کیاجاتا ہے،اور بعض اہم معاملات میں ان سے مشاورت کی جاتی ہے۔ یہودی مستشرق 'برنارڈ لوئس'(Bernard Lewis)۲۰۱۸ء۔۱۹۱۶سے بُش انتظامیہ مشاورت سے اپنی خارجہ پالیسی مرتب کرتی تھی۔'ڈینیل پائپ'(Danial Pipes)پ۱۹۴۹ء یہ امریکہ تھنک ٹینک ادارے'Foreign policy Research Institute'کاڈائریکٹر مقرر ہوا۔عصرِ حاضر کاایک اور مستشرق 'روبرٹ اسپینسر'(Robert Bruce Spencer)پ۱۹۶۲ءہے،یہ اسلام دشمنی میں مشہورہے۔اس نے اسلام اور مسلم مخالف کتابیں تحریر کیں 'The Truth About Muhammad: Founder of the World's Most Intolerant Religion' اور 'The Politically Incorrect Guide to Islam'(And the Crusades)۲۰۰۵ء اور۲۰۰۶ء میں بالترتیب شائع کیں۔یہ کتابیں مغرب میں اسلام کے مطالعے اور اسلام کو سمجھنے کے لیے بنیادی کتابیں سمجھی جاتی ہیں۔ امریکہ کی'Federal Buraeu of Investigation(FBI)'کے تربیتی کورس میں یہ دونوں کتابیں شامل ہیں۔اس طرح عصر حاضر میں مغرب میں باقاعدہ طورپر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف ذہن سازی کاکام جاری ہے۔مغربی اقوام کو متعصب مستشرقین کی نظرسے اسلام وپیغمبر اسلام ﷺ کامطالعہ کروایاجارہاہے۔

چنانچہ مغربی اقوام نے موجودہ صدی میں صلیبی جنگ کا آغاز کردیا۔مہذب اور انسانی حقوق کی علمبردار اقوام نے مسلمانوں کے تمام حقوق کو فراموش کر دیاہے۔سب سے بڑی طاقتور افواج تیار کی گئی اور انتہا پسندی اور دہشت گردی کاٹائٹل دے کر کمزور مسلم ممالک کونشانہ بناکر معصوم مسلمانوں کاقتلِ عام کیاگیا۔مذہبی وسیاسی قائدین کی سرپرستی میں منظم سازش کے تحت پیغمبر اسلام ﷺ کے گستاخانہ کارٹون شائع کرکے اربوں انسانوں کے دلوں کو ٹھیس پہنچائی گئی۔مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآنِ حکیم کو علی الاعلان جلانے اور ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ الغرض مسلمانوں کوزچ پہنچانے کاکوئی موقع یہود ونصارٰی اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

دوسری مستشرقین نے اپنی تحریک کو تقویت پہنچانے کے لیے عالم اسلام میں اپنے نمائندے تیار کرلیے ہیں۔لہذاتحریکِ استشراق سے مرعوب ہوکر چند مسلمان ارتداد کی روش پرکامزن ہیں۔یہ طبقہ اپنے آپ کوملحد(Atheist)،لادین اور سیکولر کہتاہے۔یورپ اپنے نظریات کو پھیلانے اور اسلامی نظریات کوڈھانے کے لیے ایسے لوگوں کی پشت پناہی کرتاہے جو اسلام مخالف نظریات کاخود بھی حامل ہو اوراسلام کے خلاف نفرت

اُبھارنے میں مغرب کا مددگار و معاون ثابت ہوتا ہو۔ یہ طبقہ مستشرقین کے اعتراضات و اتہمات کی بھرپور تائید ونصرت کرتا ہے۔ مستشرقین کا یہ حملہ سب سے زیادہ مہلک ثابت ہو رہا ہے۔ مثلاً ایک پاکستانی مرتد نے قرآن کے الہامی کتاب ہونے کے رد میں کتاب لکھی اور اپنا نام 'ابن وراق' لکھا۔ یہ اس کا فرضی نام ہے، یہ اپنی اصل شناخت ظاہر نہیں کرتا اور تحریک استشراق کے اہم نمائندے کی حیثیت سے سرگرمِ عمل ہے ہر سطح پر اسلام کے خلاف کام کر رہا ہے۔ مغرب ایسے لوگوں کو مکمل تحفظ بھی فراہم کرتا ہے اور مراعات بھی دیتا ہے۔

اسی طرح تحریک استشراق کے اثر سے جنم لینے والی ایک اور اسلام مخالف تحریک کا نام 'فری تھنکرز' ہے۔ اس تحریک کے کارندے مسلم دنیا میں تحریک استشراق کے منفی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ تحریکِ استشراق کے مسلم نمائندے فری تھنکرز کے نام سے پاکستان سمیت دنیا بھر میں سرگرم عمل ہیں۔ یہ لوگ فرضی نام سے سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعے اسلام مخالف نظریات کو پھیلاتے ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی ایسے لوگوں کے لیے بہت کار گر آلہ ہے جس سے یہ لوگ با آسانی اپنی شناخت تبدیل کر کے ہم خیال لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں اور مختلف ذرائع سے جس میں ویب سائٹ، فیس بک، ٹوئٹر، واٹس اپ وغیرہ پر بلاگز، میسجز کمنٹس کا استعمال کرتے ہیں۔

نو مسلم محقق 'مریم جمیلہ' اپنی کتاب میں استشراق اور اس کے مسلم دنیا پر اثرات کے متعلق رقمطراز ہیں کہ:

"مستشرقین کا ہم نوا اور ان سے متاثر پڑھے لکھے لوگوں کا خاصا بڑا گروہ ہر مسلمان ملک میں پیدا ہوا۔ انہوں نے انہی خیالات کو اپنا فکر و عمل اور مشترکہ منشور قرار دے کر اسلام کا مطالعہ کیا۔ اس طریقے سے وہی نتائج مرتب ہوئے جو مستشرقین کو مطلوب تھے۔" [81]

اسی طرح ایک اور اسلام مخالف گروہ 'ریفارمرز' (Reformers) کے نام سے بھی فروغ دیا جا رہا ہے۔ یہ گروہ بھی اسلام کی بنیادی تعلیمات کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اسلام میں ایسی اصلاحات کا مطالبہ کرتے ہیں جس سے مستشرقین خوش ہوں اور اسلام کی وہ جدید شکل وجود میں آسکے جو مغرب کو قابل قبول ہو۔ اس لیے مغرب انہیں 'مصلح' کا خطاب دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے محبت اور ان کی اتباع و اطاعت کی دینِ اسلام کی روح ہے۔ یہود و نصاریٰ اور ان کے کارندے اصلاح مذہب کے نام پر عہدِ نبوی ﷺ سے اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کے دلوں میں سے نبی اکرم ﷺ کی محبت اور اتباع کو نکال دیں۔ علامہ اقبالؒ نے اس حوالے سے اپنا پیغام 'ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام' کے عنوان سے دیا ہے، جس کا عملی مظہر ہم تحریکِ استشراق میں دیکھ رہے ہیں۔ ابلیس اپنے فرزندوں سے کہتا ہے کہ:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا — رُوحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیّلات اسلام کو حِجاز و یمن سے نکال دو [82]

سورۃ الصّف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ ؕ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ۔ [83] (یہ (منکرینِ حق) چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے نور کو اپنے منہ (کی پھونکوں) سے بجھا دیں، جبکہ اللہ اپنے نور کو پورا فرمانے والا ہے اگرچہ کافر کتنا ہی ناپسند کریں۔)

ظفر علی خان نے اس آیت کی ترجمانی اس شعر میں کی ہے کہ:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا[84]

حوالہ جات:

[1] عابد اللہ جان، افغانستان: آخری صلیبی جنگ کا نقطۂ آغاز، مترجم: محمد فہیم، لاہور: مکتبہ خدام القرآن، ۲۰۱۶ء، ص ۵

[2] President: Today We Mourned, Tomorrow We Work". Georgewbush-whitehouse.archives.gov. 2001-09-17 & 9/11 George Bush - This Crusade Is Gonna Take A While (17 Sept 2001) https://www.youtube.com/watch/ Retrieved 25 Jan, 2017

[3] Sean M Maloney, *Enduring the Freedom: A Rogue Historian in Afghanistan*, p.9, Washington, D.C: Potomac Books Inc. 2005

[4] Pinkerton, James, "Century In, Century Out - It's Crusade Time", Newsday (3 Dec, 2003) www.newsday.com. . Retrieved 25 Jan, 2017

[5] خورشید احمد، توہین آمیز خاکے (نئی صلیبی جنگ کا زہریلا ہتھیار)، لاہور: منشورات، مارچ ۲۰۰۶ء، ص ۶۔۸

[6] Pastor Terry Jones: 'We will not burn the Quran' - *US news* - Security - msnbc.com. MSNBC (9 Nov, 2010). Retrieved 23 May, 2019

[7] مصطفٰی حسنی سباعی، استشراق اور مستشرقین؛ ایک تاریخی و تنقیدی مطالعہ، مترجم: محمد نورالحسن نعیمی ازہری، لاہور: کتاب محل، ۲۰۱۷ء، ص ۳۰

[8] "Islamophobia", *Oxford Dictionaries*, Retrieved 10 Dec 2019

[9] Robert & Brown Miles, Malcolm (2003), *Racism.* London, New York: Psychology Press. p.166

[10] Arnold J. Toynbee, *A Study of History* (Oxford University 1934–1961), 12 volumes, in volume V *The Disintegration of Civilizations* (Part One) (Oxford University 1939)

[11] سموئیل فلپ ہنٹنگٹن، "تہذیبوں کا تصادم اور عالمی نظام کی تشکیلِ نو"، مترجم: سہیل انجم، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۲۰۰۳ء، ص ۲۶۰

[12] ایضاً، ص ۲۶۱

[13] ایضاً، ص ۲۷۰۔۲۷۱

[14] کُلیاتِ اقبال، ارمغانِ حجاز، ابلیس کی مجلس شوریٰ، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء، ص ۷۱۱۔۷۰۱

[15] Kramer, Martin, *"Bernard Lewis", Encyclopedia of Historians and Historical Writing*, London: Fitzroy Dearborn. 1999, P.719–720. Accessed from www.martinkramer.org Retrieved 31 Dec, 2018

[16] Ibid

[17] Lewis, Bernard 1916- - Dictionary definition of Lewis, Bernard 1916 Encyclopedia.com: FREE online dictionary", www.encyclopedia.com. Retrieved 31 Dec, 2018

[18] https://en.wikipedia.org/wiki/Bernard_Lewis Retrieved 31 Dec, 2018

[19] Haque, Amber, "Islamophobia in North America: Confronting the Menace", *Confronting Islamophobia in Educational Practice*. Stoke-on-Trent: Trentham Books, 2004, p.6

[20] *"Bernard Lewis", Encyclopedia of Historians and Historical Writing*, p.720

[21] https://en.wikipedia.org/wiki/Pat_Robertson Retrieved on 20 Feb, 2019

[22] Robertson, Pat. *The New World Order*. Dallas: Word Publishing, 1991. p.96

[23] Hamby, Peter, "McDonnell won't disavow Robertson's Islam remarks" (18 Nov, 2009), CNN. Retrieved on 20 Feb, 2019

[24] Ibid

[25] https://en.wikipedia.org/wiki/V._S._Naipaul Retrieved on 23 Feb, 2019

[26] https://www.nobelprize.org/prizes/literature/2001/naipaul/bibliography/ Retrieved on 23 Feb, 2019

[27] Tassel, Janet, "Militant about "Islamism", *Harvard Magazine*. January-February, 2005, accessed from https://harvardmagazine.com/2005/01/militant-about-islamism.html Retrieved May 26, 2016

[28] Ibid

[29] https://en.wikipedia.org/wiki/Daniel_Pipes Retrieved on 25 Feb, 2019

[30] http://www.danielpipes.org/sites.php Retrieved on 25 Feb, 2019

[31] Daniel Pipes, Death to America in Lebanon, *Middle East Insight*, March–April 1985, Retrieved on 12 Dec, 2018

[32] Daniel Pipes, There Are No Moderates: Dealing with Fundamentalist Islam, *National Interest*, 1995, Retrieved on 12 Dec, 2018

[33] Steven Emerson; Daniel Pipes, "Terrorism on Trial". *The Wall Street Journal*, 31 May, 2001, http://www.danielpipes.org/381/terrorism-on-trial Retrieved on 11 Dec, 2018.

[34] Daniel Pipes "The Muslims are Coming! The Muslims are Coming!". Middle East Forum. *National Review*. Archived http://www.danielpipes.org/rr/198.html Retrieved on 29 Nov, 2018

[35] Ibid

[36] https://www.meforum.org/islamist-watch/about Retrieved on 25 Feb, 2019

[37] The Middle East with Daniel Pipes on YouTube. *Uncommon Knowledge*. Hoover Institution. Published September 23, 2008. Retrieved on 29 Dec, 2018

[38] Daniel Pipes, "Bolstering Moderate Muslims". *New York Sun*, 17 April, 2007 Archived from http://www.danielpipes.org/4426/bolstering-moderate-muslims Retrieved on 29 Dec 2018

[39] https://en.wikipedia.org/wiki/Daniel_Pipes Retrieved on 3 Dec, 2019

[40] Hammer, Julie, & Omid Safi, *The Cambridge Companion to American Islam*, Cambridge University Press, New York, 2013, P.8. accessed from https://books.google.com.pk/ Retrieved on 29 Nov, 2018

[41] https://en.wikipedia.org/wiki/Steven_Emerson Retrieved on 29 Nov, 2018

[42] https://en.wikipedia.org/wiki/Srda Trifkovic, Retrieved on 25 Dec, 2018

[43] مغرب کے اسلام دشمن مفکرین، کراچی :ہفت روزہ فرائڈے اسپیشل، ۱۲تا۱۸دسمبر،۲۰۰۸ء، ص۱۵

[44] Serge Trifkovic, *Defeating Jihad: How the War on Terrorism May Yet Be Won, In Spite of Ourselves*, Regina Orthodox Press, 2006

[45] https://www.youtube.com/watch?v=bY4p39jeAVI Retrieved on 28 Feb, 2019

[46] Gire, Dann, "War and terrorism: What more could moviegoers want?", *Chicago Daily Herald*, 7 July 2006, p.37

[47] Bayard, Louis, "Islam: What the West Needs to Know", July 7–13, 2006, https://www.washingtoncitypaper.com/display.php?id=33009

[48] Canada Ejects Serbian-American Scholar, Stops Speech At University by R.Cort Kirkwood, *The New American*,1 March 2011, Accessed from www.thenewamerican.com/worldnews Retrieved on 28 Feb, 2019

[49] Kramer, Martin, *Ivory Towers on Sand: The Failure of Middle Eastern Studies in America,* The Washington Institute for near East Policy, 2001

[50] https://en.wikipedia.org/wiki/Martin_Kramer Retrieved on 11 Feb, 2019

[51] https://en.wikipedia.org/wiki/Robert_B._Spencer Retrieved on 5 Nov, 2018

[52] Ackerman, Spencer, "FBI 'Islam 101' Guide Depicted Muslims as 7th-Century Simpletons", 27 July, 2011. *Wired*. https://www.wired.com/2011/07/fbi-islam-101-guide/ Retrieved on 5 Nov, 2018

[53] Pakistan: Book Closed on Muhammad, *National Review*, 9 Jan, 2007, Accessed from https://www.nationalreview.com/phi-beta-cons/pakistan-book-closed-muhammad-candace-de-russy/

[54] https://en.wikipedia.org/wiki/Robert_B._Spencer Retreived on 15 Feb, 2019

[55] Bat Ye'or, Islamisme et Etats-Unis: Une Alliance contre l'Europe by Alexandre del Valle, meforum.org, Sep 1998, https://www.meforum.org/1249/islamisme-et-etats-unis-une-alliance-contre

[56] https://www.alexandredelvalle.com/ Retrieved on 17 March, 2019

[57] https://en.wikipedia.org/wiki/Alexandre_del_Valle Retrieved on 17 March, 2019

[58] https://en.wikipedia.org/wiki/Oriana_Fallaci Retrieved on 19 Feb, 2019

[59] https://alchetron.com/Oriana-Fallaci Retrieved on 19 Feb, 2019

[60] Talbot, Margaret, *The agitator: Oriana Fallaci directs her fury toward Islam*, the New Yorker, 28 May, 2006, https://www.newyorker.com/magazine/2006/06/05/the-agitator Retrieved on 20 Feb, 2019

[61] ‘On the European arrest warrant’ http://www.padania.to.it/countach/Numero9/Articoli9/Fallaci-Mandatoarresto.htm, Archived from the original, Retrieved 20 Feb, 2019

[62] 'گلس ولیم گولڈ نیل' اشکنازی یہودی ہے، یہ 'الیکزینڈر روڈیل ویل' کا بھی وکیل تھا، جس کا ذکر ہم گزشتہ صفحات میں کر چکے ہیں۔

[63] "Oriana Fallaci (1929-2006), Italian journalist, atheist and feminist, who was anti-Islam, also said she was a Christian atheist", http://www.antisharia.com/2011/11/13/oriana-fallaci1929-2006italian-journalist-and-feministwho-was-anti-islamalso-said-she-was-a-christian-atheist/ Retrieved 20 Feb, 2019

[64] Jamie Glazov,"Eurabia", *Front Page Magazine*. 21 September 2004. Retrieved 28 Feb, 2019

[65] https://en.wikipedia.org/wiki/Bat_Ye’or, Retrieved 28 Feb, 2019

[66] Duin, Julia, "Islam's 'idealistic version of itself' not quite the reality". *The Washington Times*, 30 Oct, 2002

[67] Zia-Ebrahimi, Reza, "When the Elders of Zion relocated to Eurabia: conspiratorial

racialization in antisemitism and Islamophobia". *Patterns of Prejudice*, 13 July 2018, 1–24

[68]Cohen, Mark R. *"Modern Myths of Muslim Anti-Semitism", Muslim Attitudes to Jews and Israel: The Ambivalences of Rejection, Antagonism, Tolerance and Cooperation.* Sussex Academic Press.2011,p.33

[69] Bernard Lewis, 'The New Anti-Semitism', *The American Scholar Journal* – Volume-75, 2006, p.25-36

[70] https://en.wikipedia.org/wiki/Stop_Islamization_of_America Retreived on 16 Feb, 2019

[71] https://en.wikipedia.org/wiki/Pamela_Geller Retreived on 16 Feb, 2019

[72] Ibid

[73] Elliott, Justin, How the "ground zero mosque" fear mongering began, Salon, August 16, 2010. https://www.salon.com/2010/08/16/ground_zero_mosque_origins/ Retrieved 16 Feb, 2019

[74] Chris McGreal, "The US blogger on a mission to halt 'Islamic takeover'". *The Guardian*, 20 Aug, 2010, https://www.theguardian.com/world/2010/aug/20/rightwing-blogs-islam-america Retrieved 16 Feb, 2019

[75] https://en.wikipedia.org/wiki/Pamela_Geller Retreived on 16 Feb, 2019

[76] McCarthy, Andrew, "Re:SPLC on Geller". *National Review*, 25 Feb, 2011, www.nationalreview.com Retreived on 16 Feb, 2019

[77] Pamela Geller: "This Is a Clash of Civilizations". *PBS*. September 27, 2011 https://www.pbs.org/wgbh/frontline/article/pamela-geller-this-is-a-clash-of-civilizations/ Retrieved 15 Feb, 2019

[78] "The US blogger on a mission to halt 'Islamic takeover'",20 August, 2010, *The Guardian*

[79] "Anti-Muslim activist barred from speaking at Jewish Federation headquarters", *Jewish Journal*. June 25, 2012. Retrieved 10 Feb, 2019

[80] کُلیاتِ اقبال، ارمغان حجاز، ابلیس کی مجلس شوریٰ، ص۷۰۹/۱۷

[81] Maryam Jamila, *Islam and Orientalism*, Maktaba Islami, Lahore, 1971, p.103

[82] کُلیاتِ اقبال، ضرب کلیم، ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام، ص۶۵۸/۱۵۸

[83] القرآن۔ سورۃ الصف آیت ۸

[84] ظفر علی خان، بہارستان، الفیصل، ۲۰۰۷، ص۹۸